

اور ہنرمندی بھی اور ان کے محلات اور کھنڈرات بھی، فراہم کرنے کی طاقت و حکومت بھی دیکھی اور ان کی بے بسی بھی، تاتاریوں کی حیرت انگیز کامیابیاں بھی دیکھیں اور ان کا حشر بھی، آتش پرستوں (اہل فارس) کا طغیان بھی دیکھا اور بکھر جانا بھی، رومیوں کا لازوال اقتدار بھی دیکھا اور ذلت اور رسوائی بھی، انگریزوں اور روسیوں کے پائے تخت کی وسعت بھی دیکھی اور ان کا سکڑنا بھی اور نازیوں کی محیر العقول فتح بھی دیکھی اور عبرت انگیز شکست بھی۔ جھوٹی خدائی اور ابدی طاقت و حشمت کے سارے دعویدار اپنی اپنی باری کر کے فنا کی بھیجٹ چڑھ گئے۔ امریکی دیواستبداد کے یہ منحوس سائے اور اقتدار کا یہ بجھتا سورج بھی انشاء اللہ غروب ہو کر رہے گا۔ طاقت کی شدت اور نشے کی زیادتی جب حد سے بڑھ جاتی ہے تو اسی وقت کوئی نہ کوئی حادثہ ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اب دیکھئے کہ اس کا انجام کتنا قریب اور خطرناک ہوگا۔ کیونکہ اب بطش ربیک لاشدید۔ المختصر حاکم حقیقی اور ابدی تو خدائے لم یزل ہی ہیں۔ قوموں کے عروج و زوال کی داستانوں سے لبریز کتاب اللہ ان مشکل حالات میں ہماری رہنمائی فرماتی ہے کہ:

ولقد نجینا بنی اسرائیل من العذاب المہین من فرعون انہ کان
عالیاً من المفسرین۔

فلسطینی مجاہدہ کا قابل فخر کارنامہ

یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یا رب اپنی خاکستر میں تھی

یوں تو عالم اسلام کی تاریخ سرفروشی، جاں سپاری، بہادری اور شجاعت کی رنگین داستانوں سے لبریز ہے لیکن گزشتہ ہفتے مقبوضہ بیت المقدس میں ایک فلسطینی ستائیس سالہ مجاہدہ ”دفاعیدریس“ نے اپنے جسم کے ساتھ انتہائی خطرناک اور وزنی بم باندھ کر سوسے زائد یہودیوں کو انتہائی زخمی اور دو کو ہلاک کر دیا۔ اور اس نے وفا شعار اور جرأت و ایثار کی ایسی داستان اپنے خون کی سرخی سے رقم کی کہ اس پر پورا عالم اسلام اور بالخصوص مسلم خواتین کے سرفر سے بلند ہو گئے ہیں اور ہم جو عالم اسلام کے ناگفتہ بہ حالات سے کچھ ناامید اور بد دل سے ہو گئے تھے اور امت مرحومہ کی خاکستر پر مرثیہ خوانی کر رہے تھے کہ اچانک ہی اسی خاکستر سے ایسی چنگاری شعلہ جوالا بن کر بھڑکی کہ ظالم و طاقتور دشمن اسرائیل کا غرور اور تکبر جلا کر رکھ کر ڈالا اور اس نے عالم کفر کو یہ پیغام دیا کہ ابھی عالم اسلام میں ایسی بہادریاں نہیں زندہ ہیں جو حضرت سمیہؓ، حضرت خولہؓ، بنت ازورہؓ، حضرت ہندہؓ، حضرت ام حکیمؓ، حضرت اسماءؓ، بنت ابی بکرؓ، فاطمہؓ، بنت عبد اللہؓ اور علیؓ خلد کے نقش قدم پر چلنے والی بہادریاں ہیں۔

مرثیے والے پروانوں میں اپنا نام روشن اور نمایاں طور لکھوا دیا۔ وفا شہید نے اپنی شہادت سے دنیا کو یہ پیغام بھی دیا کہ امریکہ، اسرائیل اور عالم کفر لاکھ چاہیں لیکن وہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد شوقی شہادت اور حصول منزل سے وارفتگی نہیں مٹا سکتے اور یہ کہ پچاس سال سے زائد فلسطینیوں کی جدوجہد آزادی ابھی ٹھنڈی نہیں پڑی اور اس میں خواتین بھی مردوں کے شانہ بشانہ لڑنے کیلئے تیار ہیں۔ اسی طرح اس نے عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے عالم اسلام اور خصوصاً عربوں کو خولہ بنتِ ازور کا وہ غیرت دلانے والا خطبہ یاد دلایا جب حضرت خولہؓ نے محصور مسلم خواتین کے اجتماع سے فرمایا کہ ”اے حمیر کی بیٹیو! اور اے قبیلہ تبع کی یادگارو! کیا تم اس پر راضی ہو کہ رومی کفار بے دین تم کو لوٹنیاں بنائیں، کہاں گئی تمہاری شجاعت اور کیا ہوئی تمہاری وہ غیرت جس کا ذکر عربی مجلسوں میں ہوا کرتا تھا۔ افسوس میں تمہیں غیرت سے علیحدہ اور شجاعت و حمیت سے خالی پارہی ہوں۔ اس آنے والی مصیبت سے تو تمہاری موت بدر جہا افضل ہے۔“ اے کاش! کہ اس خطاب اور کارنامے سے آج مسلم خوابیدہ بھی خواب غفلت اور نغمہ طرب کی سرمستی سے ہوش میں آئے اور اے کاش! کہ وہ بھی وفا کے مشن آزادی، بیت المقدس کے ساتھ وفاداری اور جا شاری کا اعلان کرے۔

صنف شاعری سے بیگانہ اپنا قلم اپنی بہادر اور عظیم بہن شہید کو شاعر اسلام حضرت علامہ اقبالؒ کی یہ لطم بطور خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہے۔ جو حضرت علامہؒ نے طرابلس کی جنگ میں غازیوں کو پانی پلاتے ہوئے شہید ہونے والی لڑکی کے نام لکھی تھی۔ یقیناً وفا شہید کا کارنامہ تو اُس سے بھی بڑھ کر ہے۔

فاطمہ! تو آ بروئے امت مرحوم ہے
یہ سعادت حورِ صحرائی تری قسمت میں تھی
یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تنق و پیر
یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی
اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں
فاطمہ! گو شبنم افشاں آکھ تیرے غم میں ہے
قص تیری خاک کا کتنا نشاط انگیز ہے
ہے کوئی ہنگامہ تیری تربت خاموش میں
بے خبر ہوں گر چہ ان کی وسعت مقصد سے میں
تازہ انجم کا فضائے آسمان میں ہے ظہور
جو ابھی ابھرے ہیں ظلمتِ خانہ ایام سے
جن کی تابانی میں انداز کہن بھی نو بھی ہے

ذرہ ذرہ تیری مشیت خاک کا معصوم ہے
غازیاں دیں کی بقائِ تری قسمت میں تھی!
ہے جسارتِ آفریں شوقی شہادت کس قدر
ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی
جلیاں بر سے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں
نغمہ عشرت بھی اپنے نالہ ماتم میں ہے
ذرہ ذرہ زندگی کے سوز سے لبریز ہے
پل رہی ہے ایک قوم تازہ اس آغوش میں
آفریش دیکھتا ہوں ان کی اس مرقد سے میں
دیدہ انسان سے نامحرم ہے جن کی موج نور
جن کی ضوئا آشاہ ہے قید صبح و شام سے
اور تیرے کوکب تقدیر کا پرتو بھی ہے

افادیت: حضرت مولانا سید الحق صاحب مدظلہ العالی
ضبط و ترتیب: مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

درس ترمذی شریف

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

ابواب البر والصلة

والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن و سلوک اور صلہ رحمی

باب الفضل فی رضا الوالدین والدین کی خوشنودی کی فضیلت

حدثنا ابن ابی عمر، حدثنا سفیان عن عطاء بن السائب عن ابی عبد الرحمن السلمي عن ابی الدرداء قال ان رجلا اتاه فقال ان لی امره وان امی تامرنی بطلاقها فقال ابو الدرداء: سمعت رسول الله ﷺ يقول الوالد اوسط ابواب الجنة فان شئت فاضع ذلك الباب او احفظه، وربما قال سفیان ان امی وربما قال ابی۔

هذا حديث صحيح۔ و ابو عبد الرحمن السلمي اسمه عبد الله بن حبيب۔ ترجمہ: ہمیں ابن عمر نے روایت کی انہوں نے سفیان سے انہوں نے عطاء بن السائب سے انہوں نے ابو عبد الرحمن السلمي سے انہوں نے حضرت ابو الدرداء سے، راوی کہتا ہے کہ ایک آدمی انکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری ایک بیوی ہے جس کے بارے میں میری والدہ مجھے حکم دیتی ہیں کہ میں اس کو طلاق دے دوں۔ تو حضرت ابو الدرداء نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے اگر تم چاہو تو اسے گنوا بیٹھو اور چاہو اس کا لحاظ رکھو اور اس کی حفاظت کرو۔ سفیان نے کبھی کہا کہ میری ماں اور کبھی کہا کہ میرا باپ۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ابو عبد الرحمن السلمي کا نام عبد اللہ بن حبيب ہے۔

حدثنا ابو حفص عمرو بن علی، حدثنا خالد بن الحارث عن شعبه عن يعلى بن عطاء عن ابيه عن عبد الله بن عمرو عن النبي ﷺ قال: رضا الرب فی رضا الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد۔